سوال :

تاریخ اسلام کے واقعۂ قرطاس کے بارے میں اہل سنت حضرت عمر سے دفاع کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ جب پیغمبر نے اپنی عمر کے آخری ایام میں امت سے قلم دوات کا مطالبہ کیا تو پیغمبر کی بیماری کا سب سے زیادہ احساس حضرت عمر کو تھا

اسی بنا پر انہوں نے چاہا کہ پیغمبر کو کچھ بھی لکھنے کی تکلیف نہ ہو اور کہا کہ ہمارے لئے اللہ کی کتاب ہی کافی ہے ۔

تو یہ حضرت عمر کی پیغمبر سے انتہائی محبت کا ثبوت ہے ۔

اس کے علاوہ اہل سنت کا کہنا ہے کہ پیغمبر اکرم کے حکم کی مخالفت تو حضرت علی سے بھی سرزد ہوئی ہے

جس وقت حدیبیہ میں پیغمبر نے کفار مکہ سے صلح کرنا چاہی تو کفار نے دیکھا کہ صلحنامہ میں لکھا ہوا ہے : محمد رسول اللہ.

انہوں نے کہا کہ صلحنامہ سے رسول اللہ کو مٹایا جائے اس لئے کہ ہم آپ کو اللہ کا رسول نہیں مانتے ۔

لہذا اس کی جگہ لکھا جائے : محمد عبد اللہ.

پیغمبر نے حضرت علی کو حکم دیا کہ صلحنامہ سے رسول اللہ کو مٹاکر عبد اللہ لکھ دیں

لیکن حضرت علی نے پیغمبر کے اس حکم کی تعمیل سے منع کردیا ۔

جواب :

صلح حدیبیہ کے سلسلے میں اہل سنت کے مذکورہ اعتراض کا جواب دینے سے پہلے خود اصل روایت کو دیکھنا ضروری ہے ۔

اصل روایت جس سے اہل سنت استدلال کرتے ہیں وہ یہ ہے:

حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ، حَدَّثَنَا غُنْدَرٌ، حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، عَنْ أَبِى إِسْحَاقَ، قَالَ: سَمِعْتُ الْبَرَاءَ بْنَ عَازِبٍ رَضِىَ اللَّهُ عَنْهُمَا، قَالَ: "لَمَّا صَالَحَ رَسُولُ اللَّهِ (ص) أَهْلَ الْحُدَيْبِيَةِ كَتَبَ عَلِىُّ بْنُ أَبِى طَالِبٍ بَيْنَهُمْ كِتَابًا، فَكَتَبَ مُحَمَّدٌ رَسُولُ اللَّهِ، فَقَالَ الْمُشْرِكُونَ: لَا تَكْتُبْ مُحَمَّدٌ رَسُولُ اللَّهِ، لَوْ كُنْتَ رَسُولًا لَمْ نُقَاتِلْكَ، فَقَالَ لِعَلِىٍّ: امْحُهُ، فَقَالَ عَلِىٌّ: مَا أَنَابِالَّذِى أَمْحَاهُ، فَمَحَاهُ رَسُولُ اللَّهِ (ص) بِيَدِهِ، وَصَالَحَهُمْ عَلَى أَنْ يَدْخُلَ هُوَ وَأَصْحَابُهُ ثَلَاثَةَ أَيَّامٍ، وَلَا يَدْخُلُوهَا إِلَّا بِجُلُبَّانِ السِّلَاحِ، فَسَأَلُوهُ مَا جُلُبَّانُ السِّلَاحِ، فَقَالَ: الْقِرَابُ بِمَا فِيهِ

ترجمہ : براء بن عازب نے کہا ہے کہ صلح حدیبیہ میں صلحنامہ لکھنے کا کام حضرت علی انجام دے رہے تھے ۔

جیسے ہی حضرت علی نے صلحنامہ میں محمد رسول اللہ لکھا تو مشرکین نے کہا کہ محمد رسول اللہ مت لکھو اگر ہم تمہیں اللہ کا رسول مانتے تو پھر ہمارا تم سے جھگڑا ہی کیا تھا۔؟

چنانچہ رسول خدا نے حضرت علی سے فرمایا اسے مٹادو ۔

حضرت علی نے کہا کہ مٹانے کا کام میں نہیں کرسکتا ۔

چنانچہ خود رسول نے اپنے ہاتھ سے اسے مٹایا ۔

(صحیح بخاری جلد : ۳ ص : ۱٦۷ حدیث : ۲٦۹۸ کتاب الصلح باب : ٦)

اس سلسلے میں پہلی غور طلب بات یہ ہے کہ جیساکہ نسائی نے بھی خصائص امیر المومنین اور سنن الکبری میں نقل کیا ہے کہ پیغمبر کے نام کے آگے سے رسول اللہ مٹانے کی فرمائش حضرت علی سے خود پیغمبر نے نہیں کی بلکہ یہ درخواست مشرکین حدیبیہ ہی میں سے ایک سہیل بن عمرو نامی شخص نے کی تھی ۔

اور حضرت علی نے بھی اسی کی درخواست کو منظور کرنے سے انکار کیا تھا کہ میں پیغمبر کے اسم مبارک کے آگے سے لفظ رسول اللہ کو ہرگز نہیں مٹاسکتا ۔

ایک دوسری روایت میں بھی یہ ذکر آیا ہے کہ حضرت علی نے کفار کے مطالبہ پر یہ فرمایا ۔

نہ کہ پیغمبر کے مطالبہ پر ۔

دوسری اہم بات یہ ہے کہ اگر یہ مان بھی لیا جائے کہ حضرت علی کا یہ انکار پیغمبر کے مطالبہ پر تھا تو پیغمبر کا یہ حکم ان احکام میں سے ہرگز نہیں تھا جن کی اطاعت واجب ہو ۔

بلکہ یہ حکم کفار کی درخواست اور پیغمبر کی ان پر شفقت و مہربانی کی بنا پر تھا ۔

جیساکہ اسی صحیح بخاری کے بعض شارحین نے اس حدیث کی شرح میں واضح طور پر لکھا ہے ۔

جن میں سے چند نمونے ملاحظہ ہوں :

: ۱علامہ بدر الدین عینی نے عمدة القاری میں جلد : ۱۳ صفحہ : ۲۷۵ پر لکھا ہے :

و قول علی، رضی الله تعالی عنه : ما أنا بالذی أمحاه، لیس بمخالفة لأمر رسول الله، صلی الله علیه وسلم لأنه علم بالقرینة أن الأمر لیس للإیجاب.

ترجمہ : حضرت علی رضی اللہ عنہ کا یہ کہنا کہ مٹانے کا کام میں نہیں کرسکتا ، یہ حکم رسول کی مخالفت نہیں ہے اس لئے کہ آپ گفتگو کے قرائن سے جانتے تھے کہ یہ حکم واجب الاطاعت نہیں ہے ۔

: ۲علامہ قسطلانی نے بھی اس کی شرح میں یہی لکھا ہے:

)ما أنا بالذی امحاه) لیس بمخالفة لأمره علیه الصلاة والسلام بل علم بالقرینة أن الأمر لیس للإیجاب.

ترجمہ : حضرت علی کا یہ کہنا کہ میں اس جملہ کو نہیں مٹاسکتا ، پیغمبر کے حکم کی مخالفت نہیں تھا ۔

حضرت علی قرائن کی بنا پر جانتے تھے کہ یہ امر وجوب اطاعت کے لئے نہیں ہے ۔

)ارشاد الساری جلد : ٤ صفحہ : ٣٤٠ کتاب الصلح(

: ۳علامہ ابن بطال قرطبی نے لکھا ہے :

وإباءة علیّ من محو (رسول الله- صلى الله علیه وسلم-) أدب منه وإیمان ولیس بعصیان فیما أمره به، والعصیان هاهنا أبر من الطاعة له وأجمل فی التأدب والإكرام

ترجمہ : حضرت علی کا صلحنامہ سے جملہ رسول اللہ کو مٹانے سے انکار کرنا آپ کے ادب اور ایمان کی گہرائی کا پتہ دیتا ہے ۔ نہ کہ پیغمبر کے حکم کی مخالفت کا ۔

یہ وہ منزل تھی جہاں انکار ہی اطاعت سے بہتر اور ادب و احترام کے تقاضوں کے مطابق تھا ۔

)شرح صحیح بخاری جلد : ۸ صفحہ : ۸۸(

علامہ نووی ، صالحی شامی اور ملا علی ہروی نے بھی یہی لکھا ہے ۔

اس بنا پر یہ نتیجہ حاصل ہوتا ہے کہ اس انکار سے حضرت علی کا مقصود در حقیقت پیغمبر اسلام کی حمایت تھا نہ کہ مخالفت ۔

چنانچہ حدیبیہ میں حضرت علی کو مکمل طور پر پیغمبر اسلام کی حمایت کرتے دیکھا گیا جبکہ اسی موقع پر حضرت عمر یہ کہتے ہوئے نظر آرہے ہیں کہ نبی کی نبوت میں جیسا شک مجھے آج ہوا ہے کبھی نہیں ہوا ۔

تیسری غور طلب بات یہ ہے کہ پہلی روایت کے مطابق ہی جب پیغمبر نے حضرت علی کو یہ جملہ مٹانے کا حکم دیا تو کمال ادب و احترام کے ساتھ حضرت علی نے پیغمبر کی خدمت میں عرض کیا کہ مٹانے کا کام میں نہیں کرسکتا یا جیساکہ ابن ابی الحدید معتزلی نے لکھا ہے کہ حضرت علی نے پیغمبر سے خواہش کی:

یا رسول الله، لا تشجعنی نفسی علی محو اسمک من النبوة، قال: فقضی علیه، فمحاه بیده.

گویا حضرت علی نے معذرت کی کہ مجھے آپ اپنے نام کے آگے سے رسول اللہ مٹانے پر مجبور نہ کریں ۔

چنانچہ پیغمبر نے حضرت علی کے عذر کو قبول فرمایا اور پھر خود اپنے ہاتھ سے اس لفظ کو مٹایا ۔

)شرح نہج البلاغہ جلد : ۲ صفحہ : ۱۶۱(

لیکن قلم دوات اور کاغذ کے واقعہ میں کیا ہوا ؟

کیا پیغمبر کے قلم دوات مانگنے پر خود پیغمبر کے سامنے ہی اصحاب نے آپس میں لڑنا شروع نہیں کردیا ۔؟

اسی موقع پر حتی امام غزالی ، بخاری اور عکبری بغدادی تک نے یہ اعتراف کیا ہے کہ حضرت عمر نے کہا : ان الرجل لیھجر

یہ ہذیان بک رہے ہیں ۔(یہ پیغمبر سے محبت کا ثبوت تھا یا توہین پیغمبر کا(

کیا حضرت عمر کا یہ کہنا قرآن کی اس آیۂ کریمہ کے خلاف نہیں تھا : وما ینطق عن الھوی ان ھو الا وحی یوحی (سورہ نجم(

اللہ کا رسول وحی کے سوا کوئی گفتگو ہی نہیں کرتا ۔

اس کے علاوہ پیغمبر کی شان میں گستاخی اور بے ادبی کی یہ ایک بہت بڑی مثال تھی جو کسی بھی طرح قابل بخشش نہیں تھی

چنانچہ پیغمبر غضبناک ہو گئے اور فرمایا : قُومُوا عنّی میرے پاس سے اٹھ جاؤ ۔

لیکن حضرت علی کی پوری زندگی پیغمبر کے احترام و حمایت اور دفاع میں بسر ہوئی ۔

سید مطہر حسین رضوی

قم مقدس ایران